السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

محترم شیخ صاحب! صحیح مسلم کی ایک روایت کی صحت کے بارے میں بعض لوگوں کو کچھ اشکالات ہیں، جو میں آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں:

محدث دیار سندھ ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمة اللہ علیہ نے اپنی تفسیر "بدیع التفاسیر جلد اول صفحہ 134"(جس کی فوٹو کاپی بھی ساتھ منسلک ہے) میں نے لکھا ہے کہ "صحیح مسلم کی حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے وہ سب (نماز کو) الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے۔ (صحیح مسلم النووی ج1ص172)

اس کی سند اوزاعی عن قتادہ انہ کتب الیہ یخبرہ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے یعنی اوزاعی رحمة اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ روایت قتادہ رحمة اللہ علیہ نے مجھے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لکھ کر بھیجی ہے۔ اور قتادہ مادرزاد اندھے ہیں۔ (تہذیب 8/351) یعنی یہ روایت انھوں نے خود نہیں لکھی بلکہ کسی کاتب سے لکھوائی ہوگی۔

وہ کاتب مجہول ہے، اسی طرح حافظ ابن حجر رحمة اللہ علیہ نے "النکت ص 294" قلمی (مطبوع 2/755۔756) میں بھی لکھا ہے۔ لہٰذا اس روایت میں ملاوٹ کا بڑا اندیشہ ہے۔ جس نے یہ روایت لکھ کر اوزاعی رحمة اللہ علیہ تک پہنچائی ہے وہ نامعلوم شخص ہے گویا قتادہ رحمة اللہ علیہ اور اوزاعی رحمة اللہ علیہ کے درمیان واسطہ مجہول ہے جس کی وجہ سے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح قتادہ مدلس تھے اور یہاں سماع کی تصریح بھی نہیں ہے جو اس روایت کے ضعیف ہونے کا دوسرا سبب ہے۔ (بدیع التفاسیر جلد اول صفحہ 134)

شیخ صاحب! یہاں یہ بات یاد رہے کہ محترم ومکرم بدیع الدین شاہ صاحب رحمة اللہ علیہ بسم اللہ بالجہر کے قائل وفاعل تھے اور مذکورہ روایت میں چونکہ بسم اللہ کو سراً پڑھنے کی طرف اشارہ ہے، غالباً اسی بحث میں شاہ صاحب رحمة اللہ علیہ نے اسی پر کلام کیا ہے۔

اسی صفحہ 134 پر مزید بحث کرتے ہوئے محترم شاہ صاحب رحمة اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اگر اس روایت کو تسلیم کر لیا جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بالکل نہیں پڑھی نہ آہستہ سے نہ بلند آواز سے اور آہستہ پڑھنے والوں کے لیے اس میں کوئی دلیل نہیں ہے۔

(اور پھر مذکورہ روایت سے آگے صحیح مسلم کی دوسری روایت نقل کی ہے جس میں وضاحت ہے کہ "اور کسی کو بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے نہیں سنا)

محترم ومحبوب شیخ صاحب! اس بحث کو لے کر ہمارے سندھ کے کچھ علماء نے صحیح مسلم کی مذکورہ حدیث کو ضعیف تسلیم کر لیا ہے اور موبائل پر میسجز (Messages) کے ذریعے سے اس کی تشہیر بھی کی جا رہی ہے۔

پھر جب ہم نے اپنے دوستوں کے ذریعے سے ان علماء کی توجہ صحیح بخاری ومسلم کی صحت پر ہونے والے اجماع کی طرف دلوائی تو انھوں نے اس کا بھی انکار کر دیا کہ دونوں کتابوں پر اجماع ہوا ہے، یعنی ان کے بقول اجماع نہیں ہے۔ (وکیل ولی قاضی، حیدر آباد سندھ)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صحیح مسلم کی اس حدیث کی تخریج وتحقیق درج ذیل ہے:

امام عبد الرحمٰن بن عمرو الاوزاعی رحمة اللہ علیہ نے فرمایا:

امام) قتادہ رحمة اللہ علیہ نے حدیث لکھوا کر مجھے بھیجی: انھیں (سیدنا) انس بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حدیث بیان کی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پیچھے نماز پڑھی۔ وہ الحمد للہ رب العالمین سے نماز شروع کرتے تھے، نہ قراءت کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے تھے اور نہ آخر میں پڑھتے تھے

(صحیح مسلم: 52/399 ترقیم دارالسلام: 892 مسند احمد 223ح13337)

اس حدیث کی سند پر استاذ محترم رحمة اللہ علیہ نے دو اعتراض کیے ہیں:

اول: اس روایت کا کاتب نامعلوم ہے

دوم : قتادہ رحمۃ اللہ علیہ مدلس ہیں اور یہاں سماع کی تصریح نہیں ۔

پہلے اعتراض کے دو جواب ہیں ۔

اول : اس روایت کے صحیح لذاتہ شواہد و متابعات موجود ہیں ، جیسا کہ ان شاء اللہ آگے آرہا ہے ، لہٰذا کاتب کا نامعلوم ہونا یہاں بالکل مضر نہیں

دوم : دنیا کا عام دستور ہے کہ نابینا اشخاص اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو خطوط و تحریرات بھیجتے رہتے ہیں اور عام طور پر (صریح دلیل کی تخصیص نہ ہونے کی صورت میں ، یعنی کاتب کے مجروح ثابت ہونے کی صریح دلیل کے بغیر) اس خط کتابت پر اعتماد کیا جاتا ہے :

یہ مکاتبت کی قسم میں سے ہے اور اصول حدیث میں مقرر ہے کہ مکاتبت سے روایت جائز ہے ۔

دوسرے اعتراض کا یہی جواب کافی ہے کہ مسند احمد میں اسی روایت کی اسی سند میں سماع کی تصریح موجود ہے ۔ (ج3 ص223 ۔ 224 کتب الی قتادہ حدثنی انس عن بن مالک

نیز صحیحین میں تمام مدلسین کی تمام معنعن روایات سماع اور متابعات معتبرہ و شواہد صحیحہ پر محمول ہیں ۔ اب اس روایت کے بعض شواہد و متابعات پیش خدمت ہیں :

" : ۔ صحیح مسلم اور بہت سی کتابوں میں یہ حدیث ہے کہ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ۔ انھوں نے انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بیان کیا 1

"(صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ ، فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ "

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ (یعنی ان کی اقتدا میں) نماز پڑھی تو میں نے کسی ایک کو بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے نہیں سنا :

(صحیح مسلم : 399 ، دارالسلام : 890 ، مسند احمد 3/117 ح 12810 ، صحیح ابن خزیمہ : 494 صحیح ابی عوانہ 2/122 ح 1311)

اس روایت کی سند بالکل صحیح ہے اور کوئی اعتراض کرے کہ قتادہ مدلس ہیں تو اس کے تین جوابات ہیں :

اول : امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت اپنے استاد سے سنی تھی ۔ جیسا کہ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : تین آدمیوں اعمش رحمۃ اللہ علیہ ، اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ، اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کی تدلیس کے لیے میں تمہارے لیے کافی ہوں ۔

(جزء مسالۃ التسمیہ لابن طاہر ص 47 وسندہ صحیح)

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : میں قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے منہ کو دیکھتا رہتا تھا جب آپ کہتے میں نے سنا ہے یا فلاں نے ہمیں حدیث بیان کی ، تو میں اسے یاد کرلیتا تھا اور جب کہتے فلاں نے حدیث بیان کی ، تو میں اسے چھوڑ دیتا تھا ۔ (تقدمۃ الجرح والتعدیل ص 169 وسندہ صحیح ، تحقیقی مقالات 1/261

یہ ایسا (عام) مسئلہ ہے کہ تدلیس اور مدلسین سے باخبر تقریباً اکثر طلباء و علماء کو معلوم ہے ۔

دوم : اسی روایت میں قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے سماع کی تصریح موجود ہے جیسا کہ فقرہ نمبر 2 کے تحت آرہا ہے ۔

سوم : صحیحین میں مدلسین کی تمام معنعن روایات سماع ، متابعات یا شواہد صحیحہ پر محمول ہیں لہٰذا ان روایات پر تدلیس کا اعتراض غلط ہے :

: ۔ ثقہ و صدوق راوی علی بن الجعد نے کہا 2

"(قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَنَا شُعْبَةُ ، وَشَيْبَانُ ، عَنْ قَتَادَةَ ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ : « صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَبِي بَكْرٍ ، وَعُمَرَ ، وَعُثْمَانَ ، فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَجْهَرُ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ "

: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پیچھے نماز پڑھی تو میں نے ان میں سے کسی کو بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم جہراً پڑھتے ہوئے نہیں سنا

مسند علی بن جعد : 922 وللفظ لہ ، دوسرا نسخہ : 953 الترمذی 1/314 ح 1186)

(او عندہ شعبۃ وسفیان

اس روایت کی سند صحیح ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس روایت میں امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی متابعات کرنے والے شیبان بن عبدالرحمن التمیمی ثقہ ثبت صاحب کتاب ہیں :

سنن دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے مطبوعہ نسخے میں سفیان کا لفظ تصحیف ہے اور شیبان کی ترجیح کے لیے دیکھئے صحیح ابن حبان (الاحسان : 1796 ، دوسرا نسخہ : 1799) المخصیات

(ح 1126) شرح معانی الآثار للطحاوی (1/202 ، باب قرآۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم فی الصلوۃ) مسالۃ التسمیہ (ص 24 اور معجم ابن عساکر (1/31 ح 22) وغیرہ 2/101)

:امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کو راویوں کی ایک جماعت نے مختلف الفاظ کے ساتھ اس مفہوم میں بیان کیا ہے

(۔ محمد بن جعفر (صحیح مسلم 1

(۔ علی بن الجعد (حوالہ اس فقرے کے شروع میں گزر چکا ہے ۔ 2

(۔ وکیع بن الجراح (مسند احمد 3/179 ح 31284

(۔ حجاج بن محمد (مسند احمد 43/177

(۔ عبیداللہ بن موسیٰ (المنتقیٰ لابن الجارود : 183 سنن الدار قطنی 51/315

(۔ بدل بن المحبر (السنن الکبری للبیہقی 62/51

(۔ ابوداؤد الطیالسی (صحیح مسلم ، دارالسلام : 7891

(۔ عقبہ بن خالد (المجتبیٰ للنسائی : 8908

(۔ اسود بن عامر (سنن دار قطنی 1/315 ح 91189

:۔ زید بن الحباب (سنن دار قطنی 1/315 ح 1190) وغیرہم 10

:اور شیبان بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ (ثقہ صاحب کتاب) ان کے متابع ہیں

اس صحیح حدیث سے صاف ثابت ہے کہ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی تھی ۔ اور حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے لوگوں کو زبردست پھکی دی ہے ، جو کہتے تھے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ (حدیث سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہیں سنی تھی ۔ (دیکھئے الاحسان قبل ح ، 1796 ، دوسرا نسخہ 1799

(۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی حدیث کو سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے ۔ (صحیح مسلم دارالسلام : 893 ، جزء القرآءۃ للبخاری : 3120

:یعنی قتادہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس حدیث کے ساتھ منفرد نہیں نیز اس حدیث کے کئی شواہد بھی موجود ہیں ، مثلاً

(۔ عن ابی نعامہ الحنفی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مسند احمد 3/216 ح 1325 ، السنن الکبری للبیہقی 12/52

اس سند میں سفیان ثوری (طبقہ ثانیہ کے!!) مدلس ہیں لہٰذا یہ سند صرف اس وجہ سے ضعیف ہے ۔

(۔ منصور بن زاذان عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المجتبیٰ للنسائی 2/134 ح 2907

:اس کی سند منقطع ہے ، منصور نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ نہیں سنا

(۔ عن الحسن البصری عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحیح ابن خزیمہ : 3497

اس کی سند میں سوید بن عبدالعزیز ضعیف اور حسن بصری مدلس ہیں ، لہٰذا یہ سند ضعیف ہے ۔

(۔ عن ثابت عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحیح ابن خزیمہ : 4497

:اس روایت میں اعمش (طبقہ ثانیہ کے!!) مدلس ہیں اور روایت عن سے ہے لہٰذا یہ سند بھی ضعیف ہے

خلاصۃ التحقیق

یہ حدیث امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند کے ساتھ بالکل صحیح ہے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سورۃ الفاتحہ کے شروع میں جہراً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ پڑھنا بھی جائز ہے ، یعنی سراً پڑھنا بالکل صحیح ہے اور دوسرے دلائل کی (روسے بعض اوقات بسم اللہ الرحمن الرحیم جہراً پڑھنا بھی جائز ہے ۔ (دیکھئے میری کتاب ہدیۃ المسلمین ص 37۔38 ح 13

متن پر ایک اعتراض

"اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ " بسم اللہ الرحمٰن الرحیم " بالکل نہیں پڑھی نہ آہستہ سے نہ بلند آواز سے

یہ اعتراض دووجہ سے غلط ہے:

1۔حدیث میں صراحت ہے کہ:

"(صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ، فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَجْهَرُ(بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ"

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پیچھے نماز پڑھی تو میں نے ان میں سے کسی ایک کو بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم جہراً پڑھتے ہوئے نہیں سنا: دیکھئے فقرہ نمبر2))

چونکہ حدیث حدیث کی تشریح کرتی ہے لہذا ثابت ہوا کہ اس حدیث:

"لَايَذْكُرُونَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فِي أَوَّلِ قِرَاءَةٍ، وَلَا فِي آخِرِهَا"

سے مراد ہے کہ وہ قرآءت کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم (جہراً) ذکر نہیں کرتے تھے اور نہ آخر میں (جہراً) ذکر کرتے تھے۔

2۔محدثین کرام جوفہم حدیث کے سب سے زیادہ ماہر تھے انھوں نے بھی اس حدیث سے عدم بسم اللہ کی بجائے عدم جہر مراد لیا ہے۔ مثلاً:

حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر درج ذیل باب باندھا ہے:

"باب من قال لايجهر بها"

(باب جوکہتا ہے کہ اسے جہراً نہیں پڑھنا چاہیئے۔ (السنن الکبریٰ 2/50"

نیزان سے پہلے امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کو صراحت سے بیان کیا ہے۔

"ذكر الدليل على أنَّ أنسًا إنما أراد بقوله: «لم أسمع أحدًا منهم يقرأ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أي: لم أسمع أحدًا منهم يقرأ جهرًا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، وأنهم كانوا يُسِرُّون بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ في الصلاة، لا كما توهَّم مَن لم يشتغل بطلب العلم من مظانّه وطلب الرئاسة قبل تعلُّم العلم"

باب اس بات کی دلیل کہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد میں نے کسی کوایک بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے نہیں سنا: سے مراد صرف یہ ہے کہ میں نے کسی ایک کو بھی جہراً بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے نہیں سنا: اور بے شک وہ نماز میں سراً بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے نہ کہ وہ بات جو ایسا شخص کہتا ہے جس نے صحیح مقامات سے علم حاصل نہیں کیا اور علم کے سیکھنے سے پہلے ہی بڑا بننے لگا۔ (صحیح ابن خزیمہ ج1ص249قبل ح495)

ہمارا یہ عقیدہ ایمان منہج اور نصب العین ہے کہ صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور صحیح مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی تمام مرفوع مسند متصل احادیث بالکل صحیح ہیں اور ان میں سے ایک بھی ضعیف نہیں۔ ہمارے علم میں ہے کہ بعض علماء نے اس بات سے اختلاف کیا ہے لیکن نزدیک ان کا قول مرجوح اور غیر صحیح ہے۔

(وما علینا الا البلاغ (27/شعبان/1433ھ) بمطابق 18/جولائی/2012ء

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ

جلد3۔اصول، تخریج الروایات اوران کا حکم-صفحہ183

محدث فتویٰ